OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharaqr.com

Al-SHARQ
Vol.: 03, Issue: 02, July - Dec 2022, PP: 01 - 10

عصمتِ انبیاء کا قرآنی تصور اور بائبلی تحریفات

The Qur'anic Concept of Infallibility of the Prophets and Biblical Distortions

Dr.Sajid Mahmood
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University, Mansehra

Dr. Hayat Ullah
Instructor, Iqra Technical Center, Islamic University, Isalmabad

Muhammad Arif
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University, Mansehra

Submission: *28-09-2022* ***Accepted:*** *28-10-2022* ***Published:*** *28-11-2022*

Abstract

Divine guidance is the first source for every Semitic religion, and this is the responsibility of the Holy Prophets to deliver ALLAH's message in such a way, which is described in the Holy books. The basic doctrines are declared in Semitic religions "Belief in Prophets" is one of them. Every Semitic religion stipulates that Prophets are innocent, but with the passage of time followers of these religions made certain changes in these doctrines, which not only created collied among Semitic religions but also provide criticism opportunities to non-Semitic religions as well. This paper will describe the status of the Prophets in the light of the Qur'an and the Bible. This not only shows the importance of this belief but also specifies the difference between Bible and Quran.

Keywords*: Innocence of Prophets, Quran, and Bible*

تمہید:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی مخلوق میں برگزیدہ شخصیات ہیں ۔ان شخصیات کو دنیا میں خلیفۃ اللہ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئیے بھیجے گیے ہیں ۔اللہ کی ذات کے بعد انبیاء کرام اوصاف کمال کے مالک ہوتے ہیں ، چاہے وہ اطاعت و عبودیت ہو یا معرفت الٰہیہ کا علم و عرفان ہو، یا اللہ کی ذات و صفات کے ہمہ وقتی مشاہدہ واستحضار سے مستفید و مستنیر ہونا ہو۔یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی ملک مقرب کسی نبی کے علمی اور عملی مرتبہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا ، اسی لیے یہ امت ان کے معصوم ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے۔ عصمت انبیاء سے مراد انبیاء کا ہر قسم کے گناہ اور بدی نیز وحی کے ابلاغ میں ان کا خطا سے منزہ ہونا ہے۔ عصمت، انبیاء کی اندرونی صفت ہے جس کے باعث وہ نیک اعمال کو برے اعمال سے واضح اور آشکار طور پر تشخیص دے سکتے ہیں ۔ شرح فقہ اکبر میں ہے :

CC BY

والأنبياء عليهم السلام كلّهم منزهون أي معصومون عن الصغائر والكبائر أي من جميع المعاصي الخ [1]

تمام انبیاء کرامؑ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں جبکہ باقی الہامی مذاہب میں نبی صرف مذہب کو لانے والا اور اس کی پیروی کرنے والا شخص ہے جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ تمام انبیا کرامؑ پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں۔اس لئے اس مقالہ میں عصمت انبیاء کا تصور بائبل اور قرآن کے تناظر میں پیش کرنے کے بعد ان دونوں کتابوں کے درمیان اس فکر کے حوالے سے تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

انبیاؑ بائبل کی روشنی میں :

1۔ بائبل اور تاریخِ حضرت آدم علیہ السلام:

بائبل نے حضرت آدمؑ کے متعلق یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے بنایا اور اس کی ایک پسلی نکال کر اس کی جگہ گوشت بھر دیا اور پسلی سے ایک عورت بنا کر آدمؑ کے پاس لایا خدا نے انہیں ایک درخت کا پھل کھانے سے روک دیا تاکہ وہ مر نہ جائیں مگر سانپ کی ہدایت پر عورت نے پھل کھایا اور آدمؑ کو بھی کھلایا اور وہ شرمانے لگے اور خود کو ننگا محسوس کرنے لگے اور اس پر سانپ کو ملعون کیا۔سانپ اور عورت کی نسل میں دشمنی ڈال دی اور آدمؑ کی وجہ سے زمین لعنتی بنی تو اس وقت خدا نے کہا کہ

”انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لیے خداوند نے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا تاکہ وہ اُس زمین کی جس سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے“۔[2]

گویا بائبل کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ خدا یہ نہیں چاہتا تھا کہ آدمؑ اور حوّا اچھے اور بُرے کو پہچانیں اور حیات کے درخت کا پھل کھا کر ہمیشہ زندہ رہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک سانپ کی ہدایت پر پھل کھایا اور اچھے اور بُرے کو پہچانا اور ہمیشہ کی زندگی پائی۔اس کے بعد بائبل میں مزید یہ بات بیان کی گئی ہے کہ

”کچھ زمانے کے بعد خدا کے بیٹوں نے آدم کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ بہت خوبصورت ہیں اور بعض کو چن کر ان سے بیاہ کر لیا اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو اُن کی اُن سے اولاد ہوئی یہی قدیم زمانے کے سورما تھے جو بڑے ناسور تھے اور خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا اور کہا میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا ہے روئے زمین پر سے مٹا دوں گا“۔[3]

بائبل کی اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب خدا کی رضامندی سے آدم کی بیٹیوں اور بیٹوں کی شادیاں ہوئیں تو پھر خدا کو انسان کی پیدائش پر ملامت کیوں کیا؟ کیا خدا کو انسان کی پیدائش کے وقت اس کی فطرت کا علم نہیں تھا ؟اور جب انسان اچھے بُرے کی تمیز کرنے لگا اور حیات کا پھل کھا کر ہمیشہ زندہ ہوا تو پھر اُس وقت تھوڑی زندگی کے بعد انسان کی ہلاکت کا ارادہ کیوں کیا؟۔

2۔ بائبل اور حضرت نوح علیہ السلام :

بائبل میں حضرت نوحؑ کا تذکرہ صرف اتنا ملتا ہے کہ وہ نیک انسان تھے اور اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعے تمام لوگوں

اور جانداروں کو بلا قصور ہلاک کیا اور ہلاکت کے بعد خدا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کے ساتھ حضرت نوحؑ کے بارے میں اس حد تک کہا گیا ہے کہ وہ نشے کے حالت میں ننگے ہوئے اور جب دو بیٹوں نے ستر ڈھانپا تو جس نے ننگا ہونے کی اطلاع دی اس کو لعنتی اور دوسروں کے خادم ہونے کی بد دعا دی گئی۔[4]

3۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بائبلی تصور :

بائبل میں حضرت ابراہیمؑ کی پوری تاریخ کو مسخ شدہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک طرف حضرت سارہؓ کے ساتھ آپؑ کا رشتہ داغ دار بیان کیا گیا ہے تو دوسری طرف حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش پر حسد کا بیج بونے اور حضرت اسحاقؑ کو ذبیح کہنے کی بات کی گئی ہے۔[5]

4۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائبلی تصور:

بائبل میں حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش کا واقعہ ایک عجیب انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ حضرت سارہؓ نے ابراہیمؑ کو اپنی مصری خادمہ کے پاس جانے کی اجازت دی تو اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا سن لی گئی اور آپؑ کا وارث پیدا ہوا لیکن اس کے ساتھ ہاجرہؓ پر گھر سے بھاگنے اور اسماعیلؑ کی پیدائش کے بعد حسد کا پیدا ہونا وغیرہ الزامات بھی لگائے گئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو بائبل میں حضرت اسماعیلؑ کو ایک عام آدمی[6]، دشمنی کی وجہ اور مقام نبوت ورسالت سے محروم انداز میں دکھایا گیا ہے ۔[7]

5۔ بائبل اور حضرت لوط علیہ السلام:

بائبل نے حضرت لوطؑ کو شراب پی کر مدہوش ہونے والا اور بیٹیوں کے ساتھ زنا کرنے اور اپنی نسل چلانے والا ظاہر کیا ہے جب کہ دوسری طرف نبی کی بیٹیوں کو بدکار ٹھہرایا ہے۔[8]

6۔ بائبل اور حضرت اسحاق علیہ السلام:

انبیاؑ کی اسی فہرست میں جب حضرت اسحاقؑ کا ذکر کیا جاتا ہے تو بائبل ابتداء میں حضرت اسحاقؑ اور ان کی بیوی ربقہ کے درمیان پیش آنے والا واقعہ ایک مضحکہ خیز انداز میں بیان کرتا ہے جب کہ اس کے ساتھ حضرت اسحاقؑ کے اپنے بیٹوں عیسو اور یعقوب کے ساتھ برتاؤ کرنے کے معاملے میں مکمل طور پر غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ دوسری طرف بائبل میں حضرت اسحاقؑ کو اکلوتا اور ذبیح قرار دیا گیا ہے[9] اس کے ساتھ اسحاقؑ اور اُن کی بیوی کا ایسا کردار بیان کیا گیا ہے کہ نبی اور اس کا خاندان تو درکنار معمولی اخلاق والا آدمی بھی ایسا کرنے کو تیار نہیں۔[10]

7۔ بائبل میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا تذکرہ:

دوسرے انبیاؑ کی طرح بائبل میں حضرت یعقوبؑ کا تذکرہ بھی کچھ اچھے الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ ابتدا سے حضرت یعقوبؑ پر دھوکہ بازی اور ناجائز فائدہ اُٹھانے کے الزامات عائد کئے گئے ہیں جب کہ آپؑ کے بیٹوں پر زنا اور آپؑ پر اللہ تعالی کے ساتھ کشتی لڑنے اور غالب رہنے کی بات بیان کی گئی ہے۔[11] دوسری طرف حضرت یوسفؑ کو بھائیوں کی مخبری کرنے والا کہا گیا ہے۔[12]

8۔ بائبل میں حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کا تذکرہ:

بائبل حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی پیدائش سے لیکر مصر تک کا واقع ایک عام انداز میں بیان کرتا ہے لیکن جب حضرت موسیٰؑ کی کوہ طور پر اللہ تعالی کے ساتھ ملاقات کا تذکرہ کرتا ہے تو ساتھ میں حضرت ہارونؑ پر بت بنانے کا الزام[13] عائد کرتا ہے۔ دوسری طرف عصا (حضرت موسیٰؑ) اور سارے عذاب جو فرعون کی بادشاہت میں آئے اُن سب کی نسبت حضرت ہارونؑ کی

طرف بیان کی گئی ہے۔[14]

9۔ بائبل اور حضرت داود علیہ السلام:

بائبل کے واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت داودؑ ایک ظالم، جابر، قاتل، زانی اور شہوت پرست بادشاہ تھا۔ جس کی تمام عمر جنگوں، عورتوں اور بچوں کے قتل، دوسروں کی عورتوں پر جابرانہ قبضہ، بستیوں کی بربادی میں گزری جبکہ آپ کے آخری آیام ایک کنواری لڑکی کے ساتھ گزرے اور آخر میں حسرت ناک موت مرے۔[15]

10۔ بائبل اور حضرت سلیمان علیہ السلام:

بائبل دوسرے انبیاؑ کی طرح حضرت سلیمانؑ کی کچھ صفات بھی بیان کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کو ایک ظالم بادشاہ کی روپ میں پیش کرتا ہے۔ ایک طرف حضرت سلیمانؑ پر اپنے بھائی کے قتل جب کہ دوسری طرف بت پرستی ہوس زر اور کفر کی طرف جکاؤ تک کے الزامات لگائے ہیں۔[16]

11۔ بائبل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

بائبل کی رو سے مسیح کے والد کا نام یوسف تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی کے تیس سالہ حالات ناپید ہیں صرف یہ بات ملتی ہے کہ بارہ سال کی عمر میں ناصرہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے تیس سال کی عمر میں یوحنا سے بپتسمہ لیا،[17] ان کے شاگرد معمولی عقل کے انسان تھے جن کی مسیح اکثر مذمت کرتے تھے۔ وہ مسیح کے مشن کے حق میں نہیں تھے اکثر مسیح کی بُرائی کرتے تھے۔ مسیح کو صلیب دے کر جان سے مارا اور وہ لعنتی موت مرا۔[18]

خلاصہ کلام یہ کہ بائبل کی روشنی میں انبیاؑ کی کوئی عزت وعظمت نہیں۔ مذکورہ تحقیق کے تناظر میں بعض انبیاؑ کی شخصیات اور کردار کا جب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ انبیاؑ کو ایک عام انسان بتاتے ہیں جیسے ابراہیمؑ کو صرف ایک نیک انسان ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کئی انبیاؑ کی کردار کو اتنا داغ دار بیان کیا گیا ہے کہ ان کی وجہ سے زمین بھی لعنتی بن گئی تو گویا ان مذاہب میں نبی عام انسان کی طرح ہے وہ نیک بھی ہو سکتا ہے اور گناہ گار، ظالم، قاتل، بت پرست اور عیاش بھی ہو سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر نبی زانی بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم اور عصمتِ انبیاء:

دینِ اسلام نے ہمیں جو عقائد دیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انبیاؑ معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔ اس کے ساتھ بعض انبیاؑ جیسے حضرت عیسیٰؑ کو بوقت ولادت ہی سے اپنے نبوت کا علم تھا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا -وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا" -[19]

ترجمہ: ”میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں“

انبیاؑ فرشتوں سے افضل ہیں جس کی وجہ سے گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ امام فخر الدین رازیؒ نے یہ استدلال اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

”رسول کا فرشتہ سے افضل ہونا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے گناہ صادر نہ ہو اور افضل اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

ہے اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر منتخب کیا۔ اگر یہ فضیلت ہے تو رسول سے گناہ کا صدور نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا وصف، ترک ذنب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے "کہ وہ اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں"۔ اگر رسول سے معصیت صادر ہو تو اس کا فرشتہ سے افضل ہونا محال ہوگا۔"[20]

اگر انبیاؑ کو معصوم اور گناہوں سے پاک نہ مانیں تو اس سے چند خرابیاں لازم آتی ہیں۔

(۱): حضرات انبیاؑ کا درجہ انتہائی کمال و شرف کا ہے اور جس کی ایسی شان ہو تو اس سے گناہ کا صدور ممکن نہیں اور اگر ان سے گناہ کا صدور مانا جائے تو پھر ان کا درجہ امت سے کم ہو جائیگا جو درست نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ"[21]

''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بد اخلاقی کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا''۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی سہل سی بات ہے۔ سزا کے اعتبار سے شادی شدہ کو رجم اور کنوارے کو حد لگائی جاتی ہے ۔غلام کی حد آزاد کی حد کا نصف ہے لہٰذا نبی کا حال کسی صورت میں بھی امت سے کم نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے۔

(۲): اگر نبی کا فسق مان لیا جائے تو ان کی شہادت مقبول نہیں رہے گی۔

"إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا "[22]

'' اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو''

تو انبیاؑ سارے مقبول الشہادت ہیں ورنہ ان کا درجہ امت کے عادل لوگوں سے بھی کم ہو جائے گا۔

(۳): اگر انبیاؑ سے کبیرہ گناہ کا ارتکاب مان لیا جائے تو ان کی ایذا حلال ہو گی جب کہ ان کی ایذا حرام ہے۔

"إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"[23]

'' بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں''

گویا نبی سے کبیرہ گناہ کا ارتکاب محال ہے۔

(۴): اگر نبی سے معصیت کا صدور ہو تو وہ عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

"وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا"[24]

''جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو ان کے لئے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اسی بنا پر وہ لعنت کے مستحق بنیں گے'' ۔

"أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ"[25]

''خبردار! اللہ کی لعنت ظالموں پر''

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی نبی ہر گز لعنت کا محل ہے اور نہ ہی عذاب کا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی سے معصیت سرزد نہیں ہو سکتی۔

نبی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا درس دیتے ہیں اگر وہ خود اس پر عمل نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں داخل ہوں گے۔

"أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ "[26]

"کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔"

اور دوسری جگہ فرمایا:

" وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ"[27]

"اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمھیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگو"۔

انبیاؑ کرنے والے کام کرتے ہیں اور ترک کیے جانے والے کو ترک کرتے ہیں اور یہ بات گناہ کے صدور کے منافی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انبیاؑ کے متعلق فرمایا ہے:

"وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَار "[28]

"اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چُنے ہوئے پسندیدہ ہیں"

یہ تمام افعال ترک کو شامل ہیں۔مزید ارشاد فرمایا:

"اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ"[29]

"اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں اور آدمیوں میں سے رسول"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا:

"وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ " [30]

"اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اُسے چن لیا"

اور حضرت موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا :

" إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي "[31]

"میں نے تجھے لوگوں میں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے"

آگے مزید ارشاد فرمایا:

"وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ،إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ،وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ "[32]

"اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم ،اسحاق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو بے شک ہم نے انہیں ایک خالص بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں"

حضرت یوسفؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ "[33]

"بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے"

چونکہ انبیاؑ کی ذات میں کوئی فرق نہیں سب برابر ہیں توجب انبیاؑ کی عصمت لازمی طور پر ثابت ہوئی تو اس سے تمام انبیاؑ کی عصمت ثابت ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

" وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ "[34]

"اور بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ وہ مسلمان تھا"

گویا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابلیس کی اتباع نہیں کی اور یہ کہنا لازم ہے کہ انبیاؑ سے گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا ورنہ وہ ابلیس کی اتباع کرنے والے قرار پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی دو اقسام بیان کی ہیں اور ایک کے متعلق ارشاد فرمایا:

"أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ "[35]

"وہ شیطان کے گروہ ہیں بے شک شیطان کا گروہ خسارے میں ہے"

اور دوسری قسم کے بارے میں فرمایا :

" أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "[36]

"یہ اللہ کی جماعت ہے پس اللہ کی جماعت کامیاب ہے"

شیطان کا گروہ وہی بنے گا جو شیطان کو پسند ہوگا اور اس کی پسندیدگی معصیت ہے لہٰذا جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ حزب شیطان سے ہوگا اگر رسول سے معصیت سرزد ہو تو اس پر حزب شیطان میں سے ہونا صادق آئے گا اور وہ ناکام رہے گا اور امتی حزب اللہ اور کامیاب قرار پائیں گے تو اب ایک امتی اللہ تعالیٰ کے رسول سے کیسے بلند درجہ رکھتا ہے حالانکہ یہ بات کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

بائبل اور قرآن میں عصمت انبیاؑ کا تقابلی جائزہ:

بائبل اور قرآن میں جب عصمت انبیاؑ کا جائزہ لیا گیا تو درجہ ذیل نکات پائی گئیں:

1۔ بائبل میں نبی کو ایک عام انسان جبکہ قرآن میں نبی کا مقام ملائکہ سے بڑھ کر ہے۔

2۔ بائبل کی رو سے نبی سے عام انسانوں کی طرح گناہ سرزد ہو سکتا ہے جبکہ اسلام کی رو سے نبی معصوم ہوتا ہے گناہ کا صدور اس سے محال ہے۔

3۔ بائبل میں نبی کی نسبت ظلم، قتل، زنا، مال کی ہوس اور نفسانی خواہشات کی طرف کی ہے جبکہ اسلام نے نبی کو ہر قسم کے گناہ سے پاک بتایا ہے اور ساری کائنات میں سے چنا ہوا اور پسندیدہ بتایا ہے۔

4۔ بائبل میں حضرت آدمؑ کی نسبت ایسے گناہ گار کی طرف کی ہے کہ جس کی وجہ سے ساری زمین لعنتی بن گئی جبکہ اسلام نے آدمؑ کو مسجود ملائکہ بتایا ہے۔

5۔ بائبل نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور صلیب کے ذریعے لعنتی موت مرنا بتایا ہے جبکہ اسلام نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بندہ بتایا اور فرمایا کہ ان کو نہ صلیب دیا گیا اور نہ ہی قتل کیے گئے۔

لہٰذا قرآن تحریف سے پاک جبکہ بائبل تحریف پر مشتمل ہے یہی وجہ ہے کہ مختلف مقامات پر بائبل میں انبیاؑ کے کردار پر منفی پروپیگنڈے کے ذریعے الزامات لگائے گئے ہیں جب کہ قرآن ان تحریفات سے پاک اور انبیاؑ کو ایک اونچا مقام عطا کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

[1] شرح فقہ اِکبر:68

[2] پیدائش، باب ۲، ۳

[3] پیدائش، باب ٦

[4] پیدائش،خلاصہ باب ۹، ۵

[5] پیدائش، باب ۱۴، ۱۵

[6] پیدائش، باب ١٦

[7] پیدائش باب، ۱۷، ۲۱، ۲۵

[8] پیدائش، باب ۱۹

[9] پیدائش باب، ۲٦

[10] پیدائش باب، ۲۵، ۲٦

[11] پیدائش باب، ۳۲

[12] پیدائش باب، ۳۷

[13] خروج باب، ۱۴

[14] خروج باب ٦ ، ۱۴،آیت ۱۲

[15] سموئیل باب، ١٦، ۱۲

[16] سلاطین باب، ۵، ۱۹، ۱۱، تواریخ، باب ۹

[17] مرقس باب ۷،آیت ۲۵، ۲۸۔ متی، باب ۱۱،آیت ۲۱

[18] لوقا باب ۲، آیت ۲۷، ۲۸۔ متی باب ۷، آیت ۱۲، یوحنا باب ۲ آیت ۱ تا ۴، مرقس باب ۷، آیت ۲۵، ۲۸۔ یوحنا باب ۶، آیت، ۶۔ ۲۲

[19] القرآن سورہ مریم، آیت ۳۰، ۳۱

[20] فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ

[21] الاحزاب، آیت ۳۰

[22] الحجرات، آیت ۶

[23] الاحزاب، آیت ۵۷

[24] الجن، آیت ۲۳

[25] سورہ ھود، آیت ۱۸

[26] سورہ البقرہ، آیت ۴۴

[27] ھود آیت، ۸۸

[28] ص آیت، ۴۷

[29] الحج آیت، ۷۵

[30] البقرہ آیت، ۱۳۰

[31] الاعراف آیت، ۱۴۴

[32] ص آیت، ۴۵، ۴۶، ۴۷

[33] سورہ یوسف آیت، ۲۴

[34] سورہ سبا، آیت، ۲۰

[35] المجادلہ آیت، ۱۹

[36] المجادلہ آیت ۲۲